شکیب جلالی

وِلادت: ۱۹۳۴ء

وفات: ۱۹۶۶ء

سید حسن رضوی شکیب جلالی قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم بدایوں میں حاصل کی۔ شکیب جلالی کی معاشی حالت شروع سے ہی خراب تھی۔ والد کی بیماری کے باعث سارے گھر کی ذمہ داری اُن پر آن پڑی۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ پاکستان چلے آئے اور لاہور سے بی۔اے کیا۔ ابتدا میں رسائل کے دفاتر میں ملازمت کی پھر محکمہ تعلیم میں ملازم ہوگئے۔ ان کی تمام زندگی کرب و ملال اور تلخیوں میں گزری۔ وہ اکثر بیمار رہا کرتے تھے اور آخر میں کئی ذہنی و نفسیاتی امراض کا شکار ہوگئے تھے۔ وہ صرف ۳۲ر برس کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

شکیب جلالی کا مجموعۂ کلام "روشنی اے روشنی" بہت جلد مقبول ہوا اور اس کے اکثر اشعار زبان زد خاص و عام ہوگئے۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز اس وقت کیا جب اردو غزل نئے امکانات اور تجربات سے گزر رہی تھی۔ ذہنی اور فکری رویّوں میں تبدیلی آرہی تھی۔ اُس دور میں ایسے شعرا قابلِ قدر جانے جاتے تھے جن کے ہاں عصری شعور کے ساتھ ساتھ تجربات اور مشاہدات میں بھی جدّت نظر آئے۔ جدید رجحانات کے باعث شکیب جلالی بہت جلد ممتاز ہوگئے۔ وہ آسان زبان کے شاعر سمجھے جاتے ہیں لیکن ان آسان الفاظ میں بھی معنوی تہہ داری موجود ہے۔ شکیب جلالی نے چند ایک نظمیں بھی کہی ہیں لیکن اُن کی اصل مہارت غزل کے میدان میں ہے۔

مجموعۂ کلام: روشنی اے روشنی۔

غزل

آکے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اُس پیڑ کے پھل تھے، پسِ دیوار گرے

مجھے گرنا ہے تو میں، اپنے ہی قدموں میں گروں
جس طرح سایۂ دیوار پہ دیوار گرے

تیرگی چھوڑ گئے دل میں، اُجالے کے خطوط
یہ ستارے مرے گھر ٹوٹ کے، بے کار گرے

دیکھ کر اپنے در و بام، لرز جاتا ہوں
مرے ہمسائے میں جب بھی کوئی دیوار گرے

وقت کی ڈور خدا جانے کہاں سے ٹوٹے
کس گھڑی سر پہ یہ لٹکی ہوئی تلوار گرے

دیکھتے کیوں ہو شکیب اتنی بلندی کی طرف
نہ اُٹھایا کرو سر کو کہ یہ دستار گرے

(روشنی اے روشنی)